مولانا محمد اکرم مدنی
مدرس جامعہ سلفیہ

حضرت ابراهيم عليه السلام کی عظیم قربانی

قوله تعالى: رب هب لى من الصالحين. فبشرناه بغلام حليم. فلما بلغ معه السعى قال يبنى انى ارى فى المنام انى اذبحک فانظر ماذا ترى قال يا ابت افعل ما تومر ستجدنى ان شاء الله من الصابرين. فلما اسلما وتله للجبين وناديناه ان ياابراهيم. قد صدقت الرء يا انا كذالک نجزى المحسنين. ان هذا لهو البلاء المبين وفديناه بذبح عظيم وتركنا عليه فى الآخرين سلام على ابراهيم كذالک نجزى المحسنين . انه من عبادنا المومنين (صافات:۱۰۰-۱۱۱)

اے میرے رب مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔ تو ہم نے اسے ایک بردبار بیٹے کی بشارت دی پھر جب وہ اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میرے پیارے بیٹے، میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب تو بتا، کہ تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا کہ ابا جی جو حکم ہوا ہے اسے بجا لایئے۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ غرض جب دونوں مطیع ہو گئے اور اس نے (باپ نے) اس کو (بیٹے کو) پیشانی کے بل گرا دیا۔ تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسطرح جزا دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے دیا۔ ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا۔ ابراہیم علیہ السلام پر سلام ہو ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا۔

قارئین کرام! مذکورہ آیات کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عدیم النظیر قربانی اور امتحان و آزمائش کا تذکرہ ہے۔ جن کی یاد میں ہر سال عالم اسلام میں جانوروں کا نذرانہ اللہ کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔ مذکورہ آیات کی تفسیر میں یہ بات منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مسلسل خواب دیکھتے ہیں۔ کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں چونکہ انبیاء کا خواب بھی وحی پر مبنی ہوتا ہے اس لئے اسے حکم ربانی سمجھ کر بیٹے کی قربانی پر تیار ہو گئے۔ چونکہ یہ معاملہ تنہا اپنی ذات سے وابستہ نہ تھا بلکہ اس آزمائش کا دوسرا فریق وہ بیٹا تھا جس کی قربانی کا حکم دیا گیا، اس لئے باپ نے بیٹے کو اپنا خواب اور خدا کا حکم سنایا۔ بیٹا ابراہیم علیہ السلام جیسے مجد الانبیاء اور رسل کا بیٹا تھا فوراً سر تسلیم خم کر دیا اور کہنے لگا کہ اگر خدا کی یہی مرضی ہے تو انشاء اللہ مجھے صابر پائیں گے اس گفتگو کے بعد باپ اپنی قربانی پیش کرنے کیلئے جنگل روانہ ہو گئے باپ نے اپنے بیٹے کی مرضی پا کر مذبوحہ جانور کی طرح ہاتھ پیر باندھ دیئے، چھری کو تیز کیا اور بیٹے کو پیشانی کے بل پچھاڑ کر ذبح کرنے لگے فوراً خدا کی وحی ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئی اے ابراہیم تو نے اپنا خواب سچ کر دکھلایا ہے۔ بے شک یہ بہت سخت اور کٹھن آزمائش تھی اب لڑکے کو چھوڑ اور تیرے پاس جو یہ مینڈھا کھڑا ہے۔ اس کو بیٹے کے بدلے میں ذبح کر۔ ہم نیکو کاروں کو اس طرح نوازا کرتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو جھاڑی کے قریب ایک مینڈھا کھڑا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اس مینڈھے کو ذبح کر دیا۔ یہی وہ قربانی ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسی قبول ہوئی کہ بطور یادگار کے ہمیشہ ملت ابراہیمی کا شعائر قرار پائی اور آج ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو تمام دنیائے اسلام میں یہ شعار اسی طرح منایا جاتا ہے۔

قارئین کرام! اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح ہو جاتے تو ہم سے سنت ابراہیمی کی اتباع میں اپنے بچوں کو ذبح کرنے کا مطالبہ کیا جاتا تو مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر اس مطالبہ کی تعمیل واجب ہوتی، مگر اللہ تعالیٰ جو کہ انسانوں سے، ان کی کمزوریوں سے، ان کی نفسیات سے اور جذبات و احساسات سے اچھی طرح واقف ہیں انہوں نے نہ تو ایسا ہونے دیا اور نہ ہی ہمیں اولاد کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ البتہ یہ مان لیجئے کہ میدان جہاد میں اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے اپنے جگر کے ٹکڑوں کی قربانی کا مطالبہ اگر ہم سے ہو تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے بچوں یا بالفاظ دیگر اس کی دی ہوئی امانت کو اس کے حکم پر اس کی رضا کیلئے بصد خوشی پیش کر دیں۔

قارئین کرام! ہم جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد بڑی محبت سے مناتے ہیں اور ان کے پر عزم واقعات بڑی فصاحت و بلاغت سے بیان کرتے ہیں تو ہمارے لئے ان واقعات میں عبرت و نصیحت اور غور و فکر کا بڑا سامان ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو اللہ تعالیٰ کی رضا پر سب کچھ قربان کر دیا تھا باپ کی محبت، قوم کا تعلق، وطن کا ساتھ، بیوی بچے، لیکن کیا ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے جذبات و احساسات، ذاتی مفادات اور دنیاوی رشتوں کی قربانی دے سکتے ہیں؟ صرف بکرے اور گائے ذبح کرنے کو قربانی مت سمجھئے ہم سے تو قدم قدم پر قربانی کا مطالبہ ہوتا ہے۔

میٹھی نیند کا غلبہ ہو اور اذان ہو جائے تو نیند کی قربانی کا مطالبہ، حلال و حرام کی کشمکش ہو تو مال کی قربانی کا مطالبہ، رسم و رواج اور سنتوں کا ٹکراؤ ہو تو دنیوی تعلقات کی قربانی کا مطالبہ، میدان جہاد سے پکارا جائے تو مال و جان اور اولاد کی قربانی کا مطالبہ۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ آج ہم طوعاً و کرھاً یہ سالانہ قربانی تو کر لیتے ہیں مگر قربانی کا حقیقی جذبہ نہیں رہا۔ حالانکہ مسلمان ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ ہر طرح کی قربانی کیلئے تیار ہو جائے۔

یہ شہادت گہ الفت میں ہے قدم رکھنا — لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

بقول شاعر مشرق علامہ اقبالؒ۔

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے — وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز، روزہ قربانی و حج — یہ سب باقی ہیں تُو باقی نہیں ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں میں قربانی کا حقیقی جذبہ پیدا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆